کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: برصغیر کا رہنے والا شخص بغرض ریاض یا دمام میں مقیم ہو اور یہ شخص اشہر حج میں عمرہ ادا کر کے اپنے جائے ملازمت لوٹ آئے اور ذوالحجہ میں یہ حج کا ارادہ کرے تو کیا یہ حج کی تینوں قسموں میں سے جو چاہے وہ ادا کر سکتا ہے؟

کیا اس کا جائے ملازمت جو کہ اسکا وطن اقامت دائمی بلکہ وطن تاہل یا وطن اصلی ہی لوٹ آنا الممام تام تصور کیا جائے گا؟ کیا جب تک برصغیر نہ واپس ہو اسکا الممام ناقص تصور کیا جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

برصغیر کا رہنے والا جو کہ بغرض ملازمت ریاض یا دمام میں مقیم ہونے کی وجہ سے گویا کہ وہ آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) ہے۔ اور یہ شخص اشہر حج میں عمرہ مکمل ادا کر کے اپنی جائے ملازمت (وطن اقامت) لوٹ آنے سے الممام تام پایا گیا، کیونکہ وطن اقامت وطن اصلی کے حکم میں ہے۔ لہٰذا مذکورہ شخص اسی سال حج کا ارادہ کرے تو آفاقی ہونے کی وجہ سے حج کی تینوں قسموں میں سے جو چاہے وہ ادا کر سکتا ہے، البتہ حج قران افضل ہے۔

للوطا لإمام مالك:(رقم الحديث:٦٢)،مط:دار إحياء التراث.

عن عبد الله بن عمر أنه كان يقول:«من اعتمر في أشهر الحج في شوال، أو ذي القعدة، أو في ذي الحجة، قبل الحج. ثم أقام بمكة حتى يدركه الحج، فهو متمتع، إن حج. وعليه ما استيسر من الهدي فإن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج، وسبعة إذا رجع.

بدائع الصنائع:(١٧٠/٢)،مط:دار الكتب.

ولو رجع إلى مكة بعمرة أخرى، وحج كان متمتعا؛ لأن حكم العمرة الأولى قد سقط بإلمامه بأهله فيتعلق الحكم بالثانية، وقد جمع بينها وبين الحجة في أشهر الحج من غير إلمام فكان متمتعا.

وفيه ايضاً:(١٠٤/١).

(ووطن) الإقامة ينتقض بالوطن الأصلي؛ لأنه فوقه، وبوطن الإقامة أيضا؛ لأنه مثله، والشيء يجوز أن ينسخ بمثله، وينتقض بالسفر أيضا؛ لأن توطنه في هذا المقام ليس للقرار ولكن لحاجة، فإذا سافر منه يستدل به على قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به، فصار ناقضا له دلالة، ولا ينتقض وطن الإقامة بوطن السكنى؛ لأنه دونه فلا ينسخه.

الفتاوي التاتارخانية:(٦٢١/٣،رقم:٥١٩٢)،مط:زكريا.

وتفسير الإلمام الصحيح أن يرجع إلى إهله ولا يكون العود إلى مكة مستحقا عليه، وفي السغناقي: قيل بالإلمام الصحيح احترازا عن الإلمام الفاسد فانه لا يمنع صحة التمتع عند أبي حنيفة وأبي يوسف، والإلمام الصحيح عبارة عن النزول في وطنه من غير بقاء صفة الإحرام، وهذا إنما يكون في المتمتع إذا لم يسق الهدى، فأما إذا ساق الهدى فالمامه ليس بصحيح.

دار الإفتاء

للمحيط البرهاني: (٤٦٥/٢)، مط: دار الكتب.

اعلم بأن القران في حق الآفاقي أفضل من التمتع والإفراد، والتمتع في حق الآفاقي أفضل من الإفراد

الجواب صحیح

بندہ محمد یونس لغاری عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۳/ محرم الحرام/ ۱۴۴۵ھ

واللہ اعلم بالصواب

محمد انس طیب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۳/ محرم الحرام/ ۱۴۴۵ھ

۱/ اگست/ ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

احسان اللہ عفا اللہ عنہ

۱۳-۱-۱۴۴۵ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ سلمہ اللہ عنہ

۱۳/۱/۱۴۴۵ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۳۸-۲۳۵

مؤرخہ ۱۳-۱-۱۴۴۵ھ

12-8-2023